اختر کاشمیری

عندلیبوں کا سوز اور شیروں کی گرج

زندگی میں بڑے بڑے خطیبوں کو دیکھا اور بارہا دیکھا۔ لیکن سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو صرف ایک بار دیکھا۔ اور پھر کسی کو دیکھنے کی حاجت نہ رہی۔ اگر جمود کی ضد حرکت ہے تو حرکت کا اطلاق صرف سید عطاء اللہ شاہ بخاری پر ہوتا ہے۔ وہ ایک ایسی حرکت تھے جن کے ساتھ ہر شے متحرک ہو جاتی تھی۔ انہوں نے اپنی ۷۱ سالہ مستعار زندگی میں کروڑوں انسانوں کو متحرک بنا دیا۔ اگر تاریکی کی ضد روشنی ہے تو بلاشبہ سرزمین ہندوستان کے تاریک اور سحر زدہ ماحول میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری ہی وہ چراغ تھے جن سے لاکھوں چراغ روشن ہو کر مسجد و منبر کی زینت بنے۔ ایسے بہت سے مقرر دیکھنے میں آئے ہیں جو مجمع کو ہنسانے اور رلانے پر قادر تھے۔ لیکن اشکوں کے طوفان میں مسکراہٹوں کی تجلیاں اور چیخوں کے شور میں قہقہوں کا امتزاج صرف شاہ جی کے سامعین میں نظر آتا تھا۔ ادھر شاہ جی وارد ہوئے مجمع ساکت و جامد ہوا۔ ادھر شاہ جی نے تلاوت شروع کی ادھر آنسوؤں کی ایک جھڑی برسنے لگی۔ ادھر شاہ جی نے سر کو ذرا جنبش دی ادھر مسکراہٹوں کی بجلیاں چمکنے لگیں۔ ادھر شاہ جی نے ایک گرج دار آواز سے پکارا ادھر پہلو سے دل نکلنے لگے۔ ادھر شاہ جی نے ذرا لحن داؤدی چھیڑا ادھر دلوں کی حرکتیں بند ہونے لگیں۔ ادھر شاہ جی نے ایک لطیفہ چھوڑا ادھر آہ و فغاں میں قہقہوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ غرض شعلہ و شبنم کا یہ اجتماع بھی صرف شاہ جی کے سامعین کا حصہ تھا۔ شاہ جی واقعی شہنشاہ خطابت تھے۔ لفظوں کو موقع محل کے مطابق استعمال کرنا اور فقروں کی نوک پلک سنوارنا ان کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے ناخن تدبیر کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا اور ان کے گھر کی باندی، محاورہ خانہ زاد اور خطابت لونڈی تھی۔ فی الجملہ اس باب میں وہ یکتائے روزگار تھے۔ ان کی تقریر میں تلواروں کی جھنکار، جذبہ ایثار، اخلاق بیدار، زمین کی عاجزی، فلک کا مذاق، سرکشی، آفتاب کا تبسم، صبا کا خرام ناز، گھٹاؤں کی رقت، بجلی کی تڑپ، کہکشاں کی بیداریاں، چشموں کی بیتابی، پہاڑوں کی استواری، کانٹوں کی خلش، گلوں کی لطافت، پہاڑوں کا استقلال، سمندروں کا سکوت، آتش کی گرمی، دریاؤں کی روانی، نرگس کی حیرانی، عندلیبوں کا سوز، شیروں کی گرج، صوفیوں کا مزاج عارفانہ، سب ہی کچھ موجود تھا۔ بخاری ایک ایسا دن تھا جسے آفتاب کی حاجت نہ تھی۔ ایک ایسی رات جسے چاند ستاروں کی ضرورت نہ تھی۔ وہ آن کی آن میں جلسہ گاہ کو قرون اولیٰ کے ماحول میں لے جاتے اور پلک جھپکنے کی دیر میں میدان محشر کا سماں پیدا کر دیتے۔ ان کے سامعین کی سوچ و سمجھ کی صلاحیتیں اس وقت تک سلب رہتی تھیں جب تک وہ بخاری کا چہرہ دیکھتے رہتے۔ بخاری کو قتل کرنے کے لئے دشمن بارہا جلسہ گاہ میں آئے لیکن جیب و داماں کی آخری متاع بھی بخاری پر نثار کر گئے۔ بخاری کے سامعین کے دل پہلو سے نکل کر بخاری کے ہاتھوں میں آجاتے تھے۔ وہ پوری پوری رات انہیں گرماتے اور تڑپاتے رہتے تھے۔ بخاری کی خطابت کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا قطعاً ناممکن ہے۔ اصحاب صفہ کی